کپڑے کے موزوں پر مسح کرنا

ڈاکٹر محمد اکرم ندوی، آکسفورڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال

مولانا جمال احمد ندوی، رکن شوریٰ دار العلوم ندوۃ العلماء، نے درج ذیل سوال بھیجا:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید کہ حضرت والا کا مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ کپڑے کے موزوں پر مسح کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ علمائے اہل حدیث تو اجازت دیتے ہیں۔ کیا اگر کپڑے کا موزہ موٹا ہو تو مسح کی گنجائش ہے یا نہیں؟ وضاحت مطلوب ہے۔ امید زحمت گوارہ فرمائیں گے۔

آپ کا شاگرد جمال احمد ندوی، مئو۔

جواب

موزہ کو عربی میں جورب کہتے ہیں، جو فارسی سے معرب ہے۔ فارسی میں اس کی اصل تھی "گورپا" یعنی پاؤں کی قبر، قدموں کو چھپانے کے لئے سوت یا اون سے اسے بنایا جاتا تھا۔ یعنی موزہ کپڑے ہی کا ہوتا تھا، چمڑے کا نہیں۔ بعض قدیم تہذیبوں میں چمڑے سے قدم چھپانے کی روایت کا پتہ چلتا ہے، پر چمڑے کے موزے کبھی مقبول نہیں ہوئے۔

عربوں میں موزوں کا سرے سے رواج ہی نہ تھا۔ اسی لئے اس کے لئے عربی میں کوئی لفظ نہیں۔ "جورب" جیسا کہ ذکر کیا گیا فارسی سے ماخوذ ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے عہد اخیر اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں جورب کا استعمال ہونے لگا تھا۔ برصغیر میں بالعموم یہ سمجھا جاتا ہے کہ عربوں میں چمڑے کے موزے رائج تھے، جنہیں خف (مثنی: خفین) کہتے ہیں۔ یہ بات غلط ہے۔ "خف" جوتے کی ایک قسم ہے جو ٹخنوں کو ڈھانپ لیتا تھا۔ اس کی مفصل تحقیق میرے ایک مضمون معنى الخف میں ہے، جو میری کتاب فتاوى و أبحاث فقهية معاصرة میں شامل ہے۔

اس فتوی میں موزہ کا لفظ کپڑے کے موزے یعنی جورب کے لئے ہی استعمال کیا جا رہا ہے۔ برصغیر میں چمڑے کے موزوں کا رواج مسح کرنے کا جواز پیدا کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ اسی طرح ضرورت و حاجت احکام میں تخفیف کی بنیاد ہے۔ ہندوستان میں بغیر ضرورت و حاجت کے، محض تخفیف حکم کی غرض سے چمڑے کے موزے پہنے جا رہے ہیں۔ یعنی اگر مسح کا بہانہ نہ ہوتا تو لوگ چمڑے کے موزے نہ پہنتے، بلکہ سارے معقول انسانوں کی طرح کپڑے ہی کے موزے پہنتے۔

اس تمہید کے بعد اب آپ کے سوال کا جواب پیش ہے۔ جب میں انگلینڈ آیا اس وقت ابتدا میں موزوں (جورب) پر مسح کرنے کا قائل نہیں تھا، بلکہ لوگوں کو اس سے روکتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ عوامی مقامات پر وضو کرتے وقت لوگوں کو اپنے پاؤں دھونے میں دشواری ہوتی ہے، اور بسا اوقات سفر کے دوران بلکہ حالت اقامت میں بھی ان کی نمازیں چھوٹ جاتی ہیں۔ پھر میں نے اس مسئلے پر غور کیا، اس کے مختلف پہلوؤں کا اچھی طرح جائزہ لیا، اور موزوں پر مسح کے جواز کا فتویٰ دیا۔ بہت سے لوگوں نے تسلیم کیا کہ میرے فتوے کی وجہ سے انہیں نماز کی پابندی میں آسانی ہوئی ہے، خاص طور سے جب وہ آفسوں، یونیورسٹیوں اور عوامی جگہوں میں ہوتے ہیں، اسی طرح جب وہ سفر کر رہے ہوتے ہیں یا جہاز میں ہوتے ہیں۔

میری دلیل وہ مشہور اور مستند احادیث ہیں جو خفین (چمڑے کے جوتوں) پر مسح کرنے کے بارے میں وارد ہیں، جن میں سے بعض صحیح بخاری و مسلم میں بھی ہیں۔ اگر کوئی اشکال کرے کہ خف اور جورب میں فرق ہے، تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ ہاں، فرق ہے، لیکن یہ فرق حکم پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ یہ دعوی کمزور ہے کہ حکم کا دار و مدار خف کے چمڑے کا ہونے پر ہے۔ درست یہ ہے کہ حکم کا دار و مدار اس بات پر ہے کہ خفین پاؤں کو ڈھانپتے ہیں، اور اس وصف میں خف اور جورب دونوں یکساں ہیں۔ جب دونوں برابر ہیں تو حکم میں بھی برابر ہوں گے۔ یکساں چیزوں میں فرق کرنا اور مختلف چیزوں کو ایک درجہ میں رکھنا خلاف عقل ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے حضرت علی بن ابی طالب، ابن مسعود، ابن عمر، براء بن عازب، انس بن مالک، ابو امامہ، سہل بن سعد، اور عمرو بن حریث رضی اللہ عنہم نے موزوں پر مسح کیا ہے، اور یہ بھی روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے بھی ایسا کیا ہے۔ اور صحابہ میں سے کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی، جسے اجماع سکوتی کہا جاتا ہے، اور یہ بہت سے فقہاء کے نزدیک حجت ہے۔ علماء کی ایک جماعت صحابۂ کرام کو معیار حق مانتی ہے۔ ایک دوسری جماعت یہ تعبیر ناپسند کرتی ہے، اس کے بجائے یہ حضرات کہتے ہیں کہ صحابۂ کرام معیار حق پر پورے اترے ہوئے ہیں۔ یہی دوسری رائے استاد محترم مولانا شہباز علیہ الرحمہ کی ہے۔ کسی وقت اس مسئلہ پر تفصیل سے لکھوں گا۔ بہر حال جو تعبیر بھی اختیار کی جائے اس میں شک نہیں کہ اگر قرآن وسنت میں کوئی حکم صراحتًا مذکور نہ ہو تو صحابہ کرام کی رائے بعد والوں کے مسالک پر ترجیح پائے گی، بالخصوص اس وقت جب ان کے درمیان اس مسئلہ پر کوئی اختلاف منقول نہیں۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین اور ائمہ میں سے بھی بہت سے علماء موزوں (جورب) پر مسح کرنے کے قائل تھے، جن میں حضرت سعید بن مسیب، نافع مولی ابن عمر، عطاء بن ابی رباح، سعید بن جبیر، ابراہیم نخعی، اعمش، خلاس بن عمرو، سفیان ثوری، ابو یوسف، محمد بن حسن، حسن بن حی، شافعی، ابو ثور، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، داؤد بن علی اور دیگر علماء رحمہم اللہ شامل ہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ ان میں سے بعض علماء نے شرط رکھی ہے کہ موزے موٹے ہوں، یا پانی ان میں سے نہ چھن سکے، یا وہ بغیر باندھے اپنی جگہ پر قائم رہ سکیں، تو اس کے جواب میں عرض کیا جائے گا کہ یہ صرف "طردی" فرق ہے، اس سے حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

نقل ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آخر حیات میں موزوں پر مسح کرنے کے قائل ہوگئے تھے۔ امام ترمذی نے اپنی جامع میں ذکر کیا ہے: صالح بن محمد ترمذی نے کہا کہ میں نے ابو مقاتل سمرقندی سے سنا، وہ کہتے ہیں، "میں امام ابو حنیفہ کی اس بیماری کے دوران ان کے پاس گیا جس میں ان کا انتقال ہوا، میں نے دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا اور جورب پر مسح کیا، اور فرمایا، آج میں نے وہ کام کیا جو پہلے نہیں کرتا تھا۔" یہ واقعہ "بدائع الصنائع" اور دیگر کتب احناف میں بھی منقول ہے۔

میں نے موزوں پر مسح کے جواز کے متعلق عربی میں ایک مضمون لکھا، تو اس کی تائید کرتے ہوئے مشہور شیخ، عالم، فقیہ اور مفسر محمد بن احمد مکی نے مجھے لکھا: "میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔" مزید لکھا: "میں نے شیخ انس بن مصطفی الزرقا سے استفسار کیا کہ والد محترم یعنی شیخ مصطفی زرقا رحمۃ اللہ علیہ (جو مشہور حنفی فقیہ تھے) کا اس مسئلے پر کیا فتویٰ تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ والد محترم کی رائے جورب پر مسح کرنے کے جواز کی تھی، چاہے وہ باریک ہی کیوں نہ ہوں۔ وہ اس مسئلے پر شیخ القاسمی کی تحریر کی بہت تعریف کرتے تھے، اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ وہ شیخ یوسف القرضاوی کے موقف اور اس کی دلیل سے مکمل طور پر متفق تھے"۔

استاد محمد عادل فارس نے بھی میرے مضمون پر تبصرہ کرتے ہوئے مجھے لکھا: "میں کہتا ہوں کہ ہمارے عظیم شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ جورب پر مسح کے جواز کا فتویٰ دیتے تھے۔ میں نے ان سے اس مسئلے کے بارے میں سوال کیا اور یہ سوال اس ہوٹل کے کمرے میں کیا جہاں وہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ کمرے میں دو قسم کے پردے تھے، ایک موٹا اور دوسرا باریک۔ میں نے موٹے پردے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا: کیا جورب کی موٹائی ایسی ہونی چاہیے؟ تو انہوں نے فرمایا: نہیں، دوسرے پردے کی موٹائی بھی کافی ہے۔"

ALAWRAAQ
Publications
www.alawraaq.com